اصحابِ رسولؐ کی قربانیاں

(از مولوی امام الدین صاحب امام مظفر نگری کریالوی متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

موجودہ دور میں مسلمان جس حیرانی اور پریشانی کی حالت میں مبتلا ہوکر شاید اپنی زندگی کے آخری ایام پورے کر رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ان کے پاس اگر ایک طرف دنیاوی ترقی کے اسباب مفقود ہیں تو دوسری طرف اخروی ترقی کیلئے ایمانی حرارت کا ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی کس مپرسی کی حالت میں مبتلا نظر آتا ہے دنیاوی ترقی کا یہ حال ہے کہ وہ اسباب جو ہمارے لئے ترقی کا باعث بن سکتے تھے سب کے سب اغیار کے قبضہ میں ترقی کی تمام راہیں ہمارے لئے بند۔ اخروی ترقی کیلئے قدرت نے جو نور ایمانی مسلم کے سینہ میں پوشیدہ رکھا تھا جس کے اظہار سے ہماری فلاح وبہبودی کے اسباب مہیا ہوسکتے تھے افسوس آج اس شمع ایمانی کا یہ حال ہے کہ جب ہم دنیاوی ترقی کے حصول کیلئے کوشش کرتے ہیں اور ہمارا ایمان اور اسلام اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے تو بیدریغ اس بے بہا نعمت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتے ہیں کسی قسم کی خفت محسوس نہیں کرتے اسلام کے راستہ میں اگر کوئی ذراسی تکلیف لاحق ہوجاتی ہے تو اس کی ایمانی حرارت سرد پڑنے لگتی ہے حالانکہ ہمارے سامنے صحابہ کرام کے ایسے ایسے دل ہلادینے والے واقعات موجود ہیں جنکو پڑھکر ایک حساس انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں دل ودماغ کا توازن درست نہیں رہتا طبیعت پریشان ہوجاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ ہی کی ایک ایسی مقدس جماعت تھی جس نے ایسی جوانمردی اور جانبازی سے حوادثات کا مقابلہ کیا جسکی مثال موجودہ دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے بڑی سے بڑی مصیبت بھی ان کے پائے استقامت کو ڈگمگا نہ سکی۔ ہزارہا بار کفرستان کے تند جھونکوں نے انکی شمع ایمانی گل کرنیکی کوشش کی مگر ایمانی روشنی میں ذرہ برابر بھی کمزوری پیدا نہ ہوئی چنانچہ اس تحریر میں اس بات پر روشنی ڈالی جائیگی کہ صحابہ کرامؓ نے کس طرح اپنی استقامت کا ثبوت دیا اور مصائب وآلام نے انکو کس کس طرح اپنے نرغہ میں لاکر پریشان کرنا چاہا +

جسمانی تکالیف دنیا کا یہ ہمیشہ سے دستور چلا آرہا ہے کہ جب کبھی کسی حق گو نے حقانیت کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو ضرور ایسا ہوا کہ ایک قوم اس کی مخالفت میں سرگرداں نظر آئی اس صاحب حق کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کے فرمانبرداروں کو تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ یہی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کے ساتھ بھی پیش آئی۔ جسوقت آپ نے کفار مکہ کے خلاف توحید کی آواز بلند کی سب سے پہلی وہ شخصیت جس نے آنحضرتؐ کے وعظ کا غیر معمولی اثر قبول کیا اور سب سے پہلے اسلام لائے وہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات تھی اسلام کا دل میں آنا تھا کہ اس کا اثر فوری طور پر ظاہر ہوا اور حضرت صدیق اکبرؓ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تبلیغ میں شریک ہوئے۔ ایک روز

حضرت صدیق اکبرؓ نے خطبہ دیا قوم نے جب حضرت ابوبکرؓ کی زبانی اس انوکھی آواز کو سنا تو چاروں طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی حالانکہ حضرت ابوبکرؓ خود انھیں کے خاندان قریش سے تھے مکہ میں معزز سمجھے جاتے تھے تمام لوگ انکا احترام کرتے تھے لیکن صرف اس وجہ سے کہ انھوں نے آنحضرت کے کہنے پر عمل کیا اور ایمانی روشنی سے اپنے سینہ کو منور کیا تھا ایک ان کے نزدیک گناہ عظیم تھا جس کی وجہ سے اہل مکہ نے اذیت پہنچائی آپ کو اسقدر مارا کہ بیہوش ہوگئے آپ کے قبیلے والے یہ سمجھ کر کہ شاید مر گئے ایک چارپائی پر اٹھا کر گھر لیگئے کچھ دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ ان تکالیف کی وجہ سے آنحضرتؐ کی صحبت ترک کردیتے اور اسلام سے بیزار ہوجاتے اپنے خاندان کا ساتھ دیتے لیکن قربان جائیے حضرت صدیقؓ کے ایمان پر ہوش آنے کے بعد آپ اپنی تکالیف کو بھول جاتے ہیں اور لوگوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے جسوقت آپ کی زبان سے آنحضرتؐ کا نام نکلا تو آپ کے قریبی رشتہ داروں نے بھی آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ ان کے دل میں آنحضرتؐ کے نام کی رٹ لگی ہوئی ہے تو آپ کو آنحضرتؐ کے پاس پہنچا دیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو تکلیف کے اندر مبتلا دیکھا تو بہت سخت رقت طاری ہوگئی۔

فرزندان اسلام میں سے شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو حضرت عثمان غنیؓ سے واقفیت نہ رکھتا ہو آپ اپنے خاندان میں معزز شمار کئے جاتے تھے لیکن جسوقت دولت اسلام سے مالامال ہوتے ہیں تو اپنی قوم میں سخت مجرم قرار دیے جاتے ہیں اس جرم کی پاداش میں اغیار نے نہیں بلکہ اپنوں میں سے حقیقی چچا نے آپ کو رسیوں سے باندھ باندھ کر مارا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ جسوقت مشرف بہ اسلام ہوتے ہیں تو خود ان کے چچا نے ان کی تکلیف کیلئے یہ صورت اختیار کی کہ ان کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں پہنچایا خود حضرت عمر فاروق نے اپنے اسلام سے قبل اپنے چچا زاد بھائی سعید بن زید کو رسیوں میں جکڑ کر مارا مشرکین مکہ کی ایذارسانی کی یہ کیفیت ان لوگوں کے ساتھ تھی جو خاص ان کے رشتہ دار تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس قوم نے خود اپنے حقیقی رشتہ داروں پر رحم نہ کھایا اور قسم قسم کی تکالیف میں مبتلا کیا پھر بھلا ایسی قوم سے کیونکر بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے ماتحت پر مہربانی سے پیش آئے گی۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کو لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی ہوئی زمین پر لٹایا جاتا کبھی تپتے ہوئے پتھر اور گرم گرم ریت پر آفتاب کی سخت گرمی میں ان کو تکالیف پہنچائی جاتیں کبھی ایسا ہوا کہ مکہ کے لڑکے ان کی گردن میں رسی باندھ کر پہاڑیوں میں کھینچتے پھرتے آخر حضرت بلالؓ کیلئے یہ تمام مصائب و آلام کیوں روا رکھے گئے۔ کیا حضرت بلالؓ نے اپنے آقا کی فرمانبرداری میں کوتاہی سے کام لیا یا کسی کی کوئی چیز چرالی تھی یا کسی کا خون کیا تھا جو اس قدر تکلیف پہنچائی گئی ان جرائم میں سے کسی کا بھی حضرت بلالؓ نے ارتکاب نہیں کیا تھا ہاں اگر کوئی جرم تھا تو یہی تھا کہ انھوں نے ۳۶۰ بتوں کو ٹھکرا کر صرف ایک ہی معبود کی پوجا کا دم بھرنا شروع کیا۔ زبان پر سوائے اَحَد اَحَد کے کوئی اور کلمہ جاری نہیں ہوتا تھا اپنے سینہ کو اسلامی تعلیم کا مسکن بنا لیا تھا آنحضرتؐ کی غلامی کا دم بھرنا شروع کردیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو دردناک تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ اس زمانہ میں شاید ہی کوئی ایسا بشر ہو جو ایسے نازک موقعہ

اپنی قوت ایمانی کا ثبوت پیش کر سکے حضرت ابو فکیہؓ جب مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کے ساتھ انکے آقا صفوان بن امیہ نے تکالیف کا جو سلسلہ جاری رکھا اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ پیروں میں بیڑیاں ڈالکر تپتی ہوئی دھوپ میں لٹا دیا جاتا تھا اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ایک وزنی پتھر آپ کے اوپر رکھدیا جاتا جس کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہونا پڑتا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ بیہوش ہو جاتے۔ ایک روز کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ صفوان نے آپ کے پاؤں کو رسی سے جکڑ دیا اور حکم دیا کہ ان کو نہایت بے دردی کے ساتھ کھینچتے ہوئے کسی تپتی ہوئی زمین پر ڈالدیں ایسا ہی ہوا لوگوں نے آپ کو گھسیٹنا شروع کیا۔ خدا اچھی طرح جانتا ہے کہ اسوقت کسقدر تکلیف محسوس ہوئی ہوگی اسی اثنا میں جبکہ آپ کے ساتھ کفار یہ معاملہ کر رہے تھے راستہ میں ایک گوبریلے کیڑے کو دیکھکر صفوان نے کہا شاید تیرا رب یہی ہو۔ لیکن اس کے جواب میں رسول خدا کے سچے جان نثار کی زبان سے وہی کلمہ نکلتا ہے جس سے کفار مکہ برافروختہ ہوتے تھے اور وہ اپنی تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے ہیں بلا تامل پکار اٹھتے ہیں کہ میرا اور تیرا خدا وہی ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے اس صدائے حق کا زبان سے نکلنا تھا کہ صفوان نے پوری قوت کے ساتھ ایک گھونسا مارا کہ قریب تھا کہ آپ جاں بحق ہو جاتے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت خبابؓ کی پیٹھ دیکھکر فرمایا کہ یہ تمہاری پیٹھ پر کیسے نشانات ہیں حضرت خبابؓ جواب دیتے ہیں کہ کفار نے اسلام لانے کے جرم میں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا تھا۔ علیٰ ھذا القیاس اس طرح بہت سے صحابہ جسمانی تکالیف میں مبتلا کئے گئے لیکن اپنے مقصود حقیقی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

مالی آزمائش جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جسمانی تکالیف میں مبتلا کئے گئے اسی طرح مالی آزمائش اور تکالیف میں بھی مبتلا ہونا پڑا اور نہایت دلیری کے ساتھ مالی مصیبتوں کا بھی مقابلہ کیا۔ ابتدار اسلام میں صحابہ کرامؓ نہایت قلاش محتاج غریب اور فقیر تھے اس پر بھی یہ حال تھا کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ جمع کرنیکا حکم دیا اور صدقات خیرات کی ترغیب دی تو بخوشی آپ کے اس حکم کو قبول کرتے اور جو کچھ اپنے پاس ہوتا خرچ کرتے اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہوتا تو محنت مزدوری اس کار خیر میں حصہ لیتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حریف یعنی یہود اور مشرکین عرب مالدار تھے مسلمان انھیں سے قرض لیتے تھے۔ یہود کے پاس مالداری کا یہ ایک ایسا زبردست ہتھیار تھا کہ جس کی وجہ سے لالچ دے دیکر مسلمانوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کرنیکی کوشش کرتے تھے چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہؓ جس وقت کعب بن اشرف یہودی کے پاس قرض لینے جاتے ہیں اور ان سے صدقات کی بظاہر شکایت کرتے ہیں تو کعب بن اشرف کہتا ہے کہ ابھی کیا دیکھا ہے آئندہ تم پر اسقدر سختی ہوگی کہ تم محمدؐ سے گھبرا اٹھوگے صحابہؓ نے ان مصائب کو برداشت کیا مگر اپنے ایمان اور اسلام کو ہاتھ سے نہ چھوڑا کبھی ایسا بھی ہوا کہ آنحضرتؐ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور مخالفین نے موقعہ کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے آنحضرتؐ کی ناراضگی کو مخالفین کی دوستی پر ترجیح دی چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت کعب بن مالک غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے جسکی وجہ سے آنحضرتؐ آپ سے ناراض ہو گئے اور

تمام صحابہؓ کو حکم دیا کہ ان سے بائیکاٹ کیا جائے اور کوئی ان سے کلام نہ کرنے پائے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ خود ان کی بیوی کو ان سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا۔ ناظرین حضرت کعب بن مالک کیلئے یہ معمولی مصیبت نہ تھی ہر وقت پریشان رہتے جب مسجد نبوی میں جاتے ۔ سلام کرتے مگر کوئی سلام کا جواب تک نہ دیتا۔ شاہ غسان کو جب حضرت کعب کے اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے اسوقت کو غنیمت جان کر کعب کے پاس لکھا کہ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا تم سے ناراض ہیں اور تم پر ظلم کیا گیا ہے حالانکہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہارے اوپر اس قسم کا ظلم اور زیادتی روا رکھی جائے تم ہمارے ساتھ آکر ملجاؤ ہم تمہاری ہر طریقہ مدد کریں گے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ یہ ایک کافر بادشاہ کا خط تھا جو حضرت کعب کے پاس روانہ کیا تھا جب حضرت کعب نے اس خط کو پڑھا اسوقت آپ کی پریشانی کی انتہا نہ رہی ایک طرف دنیاوی جاہ وجلال کی دعوت ہے اور دوسری طرف اسلامی استقامت کا سوال۔ مسلمانو! ایمانداری کے ساتھ ذرا موجودہ حالات کو دیکھکر فیصلہ کرو کہ اگر آج بھی اس قسم کا سوال پیدا ہو کہ ایک طرف کفر کی لاتعداد دنیاوی نوازشیں اپنی طرف بلا رہی ہوں اور دوسری طرف ہمارا ایمان ہم کو استقامت کی اور اپنے ایمان واسلام پر قائم رہنے کی تعلیم دیتا ہو تو کیا اس زمانے کے مسلمان اپنے ایمان کو باقی رکھنے کی کوشش کریں گے اور اسلام کی خاطر کفر جیسی ناپاک چیز سے کنارہ کشی اختیار کریں گے میرا تو یہ خیال ہے کہ جب مسلمان معمولی سے معمولی باتوں پر اپنے اسلام کو چھوڑ دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں تو اگر کسی کو بادشاہ کی طرف بلایا جائے تو ضرور اپنے اسلام کو چھوڑ دینگے نعوذ باللہ من ذالك۔ لیکن اے مسلمانو حضرت کعب بن مالک ہی کی وہ ذات تھی جس نے اپنے ایمان کو قائم رکھا۔ آنحضرتؐ کی مقرر کردہ سزا کو منظور کیا لیکن شاہ غسان کے عطیہ کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور اپنے ایمانی جذبہ میں آکر شاہ غسان کا یہ خط دہکتے ہوئے تنور میں ڈالدیا۔

انسان غیر کے مال سے بے نیاز ہو سکتا ہے لیکن اپنی ذاتی مالیت کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا لیکن صحابہؓ کرام نے اسلام کی خاطر اپنے ذاتی مال کو بھی قربان کر دیا چنانچہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے چونکہ صاحبِ مال تھے لوگ ان کے یہاں سے قرض لیجاتے تھے ایک مرتبہ عاص بن وائل ان کے یہاں سے قرض لیگئے مدت پوری ہونے کے بعد جب حضرت خبابؓ نے اپنا روپیہ طلب کیا تو عاص بن وائل نے کہا اگر تم اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ تو روپیہ ادا کر دونگا ورنہ نہیں حضرت خبابؓ نے روپیہ چھوڑنا منظور کر لیا مگر ایمان کو نہ چھوڑا اسی پر اکتفا نہیں جب ہجرت کا حکم ہوا تو تمام صحابہؓ اپنا مال و متاع چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں حالانکہ صحابہ ایسے بھی تھے جن کے پاس مکہ میں جائدادیں اور کافی روپیہ تھا مگر جب مکہ سے جانے لگے تو کفار مکہ نے تمام مسلمانوں کی چیزوں پر قبضہ کر لیا مگر مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے مقابلہ میں اسکا کچھ بھی افسوس نہ ہوا۔

قطع تعلق دنیا کے اندر انسان جسمانی تکالیف پر صبر و سکون حاصل کر سکتا ہے اور اسی طرح وہ مال دولت سے بھی بے نیاز ہو سکتا ہے لیکن اپنے خویش و اقربا اور رشتہ کے لوگوں سے کسی صورت میں مفارقت گوارہ نہیں کر سکتا

کیونکہ جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو اس مصیبت کے وقت اپنے خویش واقربا ہی کام آتے ہیں اور اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ عربی قبائل کے متعلق مشہور ہے کہ جب کبھی کسی قبیلہ کے فرد پر کوئی مصیبت آئی اور اس نے اپنی امداد کیلئے اپنے قبیلہ والوں کو پکارا تو بلا تامل قبیلے والے اس کی مدد کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ عربوں کا اس طرح سے مدد کرنا یہ ان کے نزدیک بڑے شرف کی چیز شمار ہوتی تھی۔ ظاہر بات ہے کہ جب قبائل کی یہ حالت ہو پھر کیونکر کوئی شخص اس بات کو گوارہ کر سکتا ہے کہ وہ اپنوں سے جدا ہو کر دوسروں سے تعلقات پیدا کرلے لیکن صحابہ کرامؓ کے جذبہ ایمانی نے اس موقعہ پر بھی جو بے نظیر ثبوت پیش کیا ہے اسکی مثال نہیں مل سکتی۔

دائرۂ اسلام میں آتے ہی آپس میں تفرقہ بازی پیدا ہوگئی باپ بیٹے سے جدا اور بیٹا باپ سے علیحدہ۔ اسی پر بس نہیں غزوہ بدر میں صحابہ کرامؓ نے اپنی ایمانی قوت وغیرہ کا جس قسم کا عجیب وغریب نظارہ پیش کیا تھا۔ اس کی مثال آسمان نے کبھی نہیں دیکھی ہوگی دنیا کے اندر جنگیں بہت سی ہوئیں مگر ایسی جنگ اب تک وقوع میں نہیں آئی تھی باپ بیٹے پر تلوار چلانے کیلئے تیار ہے اور بیٹا باپ کو قتل کرنے کیلئے بے چین ہے۔ چنانچہ میدان جنگ میں اگر ایک طرف عتبہ کفار کی طرف سے میدانِ جنگ میں نکلتا ہے تو مسلمانوں کی طرف سے خود عتبہ کے بیٹے حضرت حذیفہؓ باپ کے مقابلہ پر تلوار لیکر نکلے اسی طرح ایک طرف اگر کافروں کی صف میں حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے شریک ہیں تو دوسری طرف جاں نثاران رسولؐ کی صف میں ان کے باپ صدیق اکبرؓ ڈٹے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ماموں پر حملہ کیا۔ آخر یہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ کو یہ صورت پیش آئی کہ وہ اپنوں کی گردن اڑانے پر آمادہ تھے اس کی وجہ صرف اسلام لانا تھا اپنی ایمانی قوت تھی جس نے مجبور کر دیا کہ ہم اسلام کی حمایت میں جسقدر مشکلات پیش آئیں ان سب کا مردانہ وار مقابلہ کریں۔ الغرض صحابہ کرام نے اپنے ایمانی جذبہ کے ماتحت بڑی سے بڑی مشکل کا سامنا کیا مگر ہر حال میں اپنے آپ کو اسلام کا سچا شیدائی ثابت کر دکھایا۔

ناظرین کرام آپ نے معلوم کر لیا کہ صحابہ کرام کو کسقدر مشکلات پیش آئیں اور مذہب کی حفاظت میں کسقدر قربانیاں دینی پڑیں نہ جان کی پرواہ، نہ مال کی، نہ خویش واقربا کی جدائی کا کچھ غم نہ ترک وطن پر افسوس، اسی قربانی کا یہ نتیجہ تھا کہ کہاں وہ وقت جبکہ مسلمان مکہ میں مظلومانہ زندگی بسر کرتے تھے ہر طرف سے آوازے کسے جاتے تھے اور کہاں اب وہ بھی وقت آیا جب یہی مظلوم مسلمان دس ہزار کی تعداد میں فاتحانہ شان سے داخل ہوتے ہیں جو کافر مسلمان کو ایذا پہنچایا کرتے تھے آج وہی ہیں جو مسلمانوں کے رحم وکرم پر امن کے خواہشمند ہیں کل جس پیغمبر کو ان لوگوں نے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا آج اسی کا شاہانہ دربار ہے۔ برادران اسلام! ایک زمانہ مظلومی کا وہ تھا جس میں صحابہ کرامؓ نے قربانی دیکر اپنے مذہب کو آزاد کرایا۔ اور افسوس کہ ایک مظلومی کا نقشہ آج ہندوستان میں ہے کاش ہندوستان کے مسلمان بھی صحابہ کی طرح جانی اور مالی قربانی دیکر اپنے مذہب اور ملک کو آزاد کراتے۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝